ادیان ثلاثیہ (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) میں وقف کا تصور

*The concept of Waqf in three religions (Judaism, Christianity and Islam)***Mr. Muneer Khan***Research Scholar PhD, Islamic Study Depptt, University of Peshwar, Peshwar*
Email:**Dr. Farhad Ullah***Associate Professor, Islamic Study Depptt, HITEC University, Texala*
Email: farhadullah@hitecuni.edu.pk ORCID:**ABSTRACT**

Waqf (Endowment) is a financial asset donation made to a non-profit group or institution in the form of investment funds or other property that has a stated purpose. The concept of Endowment and its applications is found in three Semitic religions i.e. Judaism, Christianity and Islam. It means that all the three religions have given special attention to the benefits of poor and homeless people and hence have motivated their followers to specify and allocate a portion of their money, land and assets for the poor persons, their consolation for the remedy of their social hurts and for the deletion of poverty from society. In this very short article the concept and application of endowment has been highlighted with reference to The Holy Bible, The Holy Quran and Islamic law.

The article shows that all the three references are in consonant regarding the subject matter.

Keywords: *Waqf. Charity. Donation. Semitic. Religions*

دنیا کے ہر سماج میں انسانوں کے ایسے طبقات موجود رہتے ہیں جو بدنی یا دماغی امراض و عوارض کی وجہ سے کام کرنے سے معذور ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے افراد بھی ہیں جن کا کوئی وسیلہ یا ذریعہ معاش نہیں ہوتا، اس قسم کے افراد کو اگر جوں کا

توں چھوڑا جائے تو وہ زندگی کی سماجی دھارے سے کٹ کر رہ جاتے ہیں اور ان کے دل میں سماج کے خلاف نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہر وقت لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا کر بھیک مانگنا یا مستقل بھکاری بن کر اس سے اپنا پیٹ بھرنا خود دار اور صاحب مروت لوگوں کے بس کا کام نہیں ہوتا۔ اس لئے اس قسم کے طبقات آخر کار ایسی منفی سرگرمیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو سماج کے لئے مضر ہوتے ہیں۔

آج بھی جب دنیا معاشی لحاظ سے آگے جا رہی ہے اور امن کا پرچار بھی کر رہی ہے، تو اس کے ساتھ ساتھ ایسے طبقات بھی موجود ہیں جو اپنے پیٹ پالنے کے لئے منشیات کا دھندا کرتے ہیں یا دہشت گردی اور تخریب کاری میں اس لئے مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اذیت سے بھری ہوئی زندگی کو ختم کرنے کے لئے یہ واحد راستہ رہ جاتا ہے۔ قدیم زمانے سے لے کر آج تک دنیا میں بھاڑے کے سپاہی (Mercenaries) کا تصور موجود رہا ہے کہ کرایہ پر لوگوں کو جمع کر کے ان سے لڑائی کا کام لیا جائے آج بھی دنیا میں بہت سے لوگ اپنی غربت کی وجہ سے منفی سرگرمیوں میں ملوث ہو رہے ہیں اور خلاف ریاست عناصر اسی طریقے سے ان کی غربت کو کیش کر رہے ہیں۔ اسی طرح آج دنیا میں ایک جدید اصطلاح بھی معروف وجود میں آئی ہے جو دہشت گردی بوجہ منشیات (Narco Terrorism) کہا جاتا ہے کہ ایک تو منشیات کے دھندے کر کے دہشت گردی کو پروان چڑھایا جائے اور دوسرا یہ کہ منشیات کے عادی افراد اور ہیرو نیچی کو کچھ پیسے دے کر ان کے ذریعے بم دھماکے اور خود کش حملے کرائے جائیں۔

اسلام کے علاوہ دنیا کے دیگر مذاہب میں بھی اس بات کو شدت سے محسوس کیا گیا ہے کہ اس قسم کے نادر طبقات کے لئے مستقل بنیادوں پر کوئی انتظام کیا جائے۔ اسلام زکوٰۃ، صدقات، خیرات کے علاوہ وقف کے ذریعے اس قسم کے عوارض کا مداوا کرتا ہے۔

وقف کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے جب کوئی شخص اپنے غیر منقولہ جائیداد کو تحدید مدت یا بلا تحدید مدت عام مسلمانوں یا عام لوگوں یا فقراء اور مساکین کے مصالح کے لئے بلا عوض، بلا بدل اور بلا اجرت خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مختص کرتا ہے تو اس قسم کی جائیداد کو موقوف کہا جاتا ہے۔ اس کے لئے انگریزی زبان میں ”Endowment“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ تاہم اسلام میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ اصولی طور پر غریب طبقات کے لئے جو مال وقف کیا جاتا ہے وہ مال غیر منقولہ جائیداد (Immovable Property) کے شکل میں ہو، تاکہ اس کا اصل واقف کی ملکیت میں رہے اور اس کا منافع مستحق افراد وصول کریں۔

اہل لغت نے متعدد پیرائوں میں وقف کی تعریف کی ہے۔ ان کے نزدیک وقف ”وقف“ کے مادہ سے نکلا ہے جس کے معنی روکنے اور باز رکھنے وغیرہ کے ہیں، یا اس قسم کا کوئی بھی لفظ جو مذکورہ بالا مفہوم پر دلالت کر سکے۔ مثلاً تحبیس، تسبیل یا تحریم وغیرہ۔

الوقف والتحبیس والتسبیل بمعنی واحد، وهو لغة: الحبس عن التصرف، يقال وقفت كذا أي حبسه --- ومنه: الموقف لحبس الناس فيه للحساب، ثم اشتهر اطلاق كلمة الوقف على اسم المفعول وهو الموقوف ويعبر عن الوقف بالحبس، ويقال في المغرب: وزير الاحباس¹۔

ترجمہ: وقف، تحبیس اور تسبیل ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں، لغت میں ان کے معنی ”کسی کو تصرف سے روکنے“ کے ہیں۔ کہا جاتا ہے ”وقف كذا“ یعنی میں نے اس کو روک دیا۔ اور اس میں سے موقف بھی ہے جہاں لوگ حساب کے غرض سے روکے جاتے ہیں۔ پھر کلمہ وقف کا اطلاق شیء موقوف پر کیا جاتا ہے کیونکہ مصدر کبھی اسم فاعل کے معنی میں ہوتا ہے اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں، یہاں اسم مفعول کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ وقف کو حبس سے تعبیر کیا جاتا ہے، مراکش میں اوقاف کے وزیر کو وزیر احباس کہا جاتا ہے۔

الوقف لغة: الحبس وقف کے لغوی معنی ”قید کرنے“ کے ہیں۔ يقال: وقفت الشيء اقفه وقفاً۔ ومنه: وقف الأرض على المساكين وفي الصحاح للمساكين²۔

جیسے کہا جاتا ہے ”میں نے کسی شے کو وقف کیا“۔ اس میں مساکین کے حق میں زمین کو وقف کرنے کا مفہوم شامل ہے۔

اہل لغت کے نزدیک لفظ وقف کا انتہائی قریبی مترادف اور ذات الصلہ لفظ ”حبس“ ہے جو لفظ وقف میں پوشیدہ مفہوم کا حامل ہے۔

اسی طرح جہاد میں استعمال ہونے والے جانوروں کے باب میں روایت ہے۔ عن ابن عباس --- ذاك حبس في سبيل الله ---³ ترجمہ: وہ اللہ کے راستے میں وقف ہے۔ اور اسی طرح ایک دوسری روایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: أصاب عمر أرضا بخبير فأتى النبي ﷺ يستأمره فيها فقال يا رسول الله ﷺ إني أصبت أرضا بخبير لم أصب مالا قط هو أنفسي عندي منه فما تأمرني به قال: إن شئت حبست أصلها وتصدقت بها قال فتصدق بها عمر انه لا يباع أصلها ولا يباع ولا تورث ولا توهب قال فتصدق عمر في الفقراء وفي القرى وفي الرقاب وفي سبيل الله وابن السبيل والضيف ولا جناح على من وليها أن يأكل منها بالمعروف أو يطعم صديقاً غير متمول فيه⁴۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر میں زمین ملی تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس اس کا مشورہ کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی ہے کہ اس جیسا مال مجھے کبھی نہیں ملا اور میرے نزدیک وہ سب سے محبوب چیز ہے۔ آپ ﷺ مجھے اس کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو اصل زمین اپنے پاس روک رکھو اور اس کی پیداوار صدقہ کر دو۔ تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اس شرط پر وقف کیا کہ اس کی ملکیت نہ فروخت کی جائے نہ خریدی جائے اور نہ میراث بنے اور نہ ہبہ کی جائے۔ فرماتے ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فقراء اور رشتہ داروں اور آزاد کرنے میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافروں میں اور مہمانوں میں صدقہ کردی اور جو اس کا منتظم ہو وہ اس میں سے نیکی کے ساتھ کھائے یا اپنے دوستوں کو جمع کئے بغیر کھلائے۔

وقف کی اصطلاحی تعریف: وقف کی اصطلاحی تعریف میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ اصل ذات شے موقوفہ کس کی ملکیت میں ہوتی ہے کچھ فقہاء اس پر وقف کی ملکیت قرار دیتے ہیں تو بعض اس کو اللہ تعالیٰ کی ملکیت قرار دیتے ہیں۔ اور اس کی منفعت کا صدقہ کیا جاتا ہے۔ ان تعریفات میں سے کچھ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: حبس العین علی ملک الواقف والتصدق بالمنفعة بمنزلة العارية۔⁵

یعنی کسی چیز کی ذات کو وقف کی ملک میں بند کرنا اور اس کی منفعت کا صدقہ کرنا جس طرح کہ عاریہ میں ہوتا ہے۔ اس تعریف کی رو سے شے موقوفہ وقف کی ملکیت سے نہیں نکلتی، البتہ اس کی منفعت کا صدقہ ضروری ہے۔

صاحبین کے مطابق: حبس العین علی حکم ملک اللہ تعالیٰ فیقول ملک الواقف عنہ إلی اللہ تعالیٰ علی وجه تعود منفعتہ إلی العباد فیلزم ولا یباع ولا یوہب ولا یورث۔⁶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ملک کے حکم پر کسی چیز کی ذات کو محسوس کرنا پس وقف کی ملک اس سے اللہ تعالیٰ کی طرف اس طور پر منتقل ہو جائے کہ اس کے منفعت عام لوگوں کو حاصل ہو جائے۔ پس یہ لازم ہو جائے گا کہ اس کو نہ فروخت کیا جائے گا اور نہ ہبہ اور نہ ہی میراث میں دیا جائے گا۔ اس تعریف کی رو سے شے موقوفہ وقف کی ملکیت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں حکماً چلا جاتا ہے۔

وقف کی تعریف مشہور مالکی فقیہ ابن عرفہ نے اس طرح کی ہے: الوقف مصدرا أعطاء منفعة شے مدة وجوده لازما بقاؤه فی ملک معطیه ولو تقدیرا فیخرج عطیة الذوات والعاریة والعمری والعبد المخدم حیاته يموت قبل موت سیده لعدم لزوم بقائه فی ملک معطیه والجواز بیعه برضاه مع معطاه واسما ما اعطیت منفعتہ مدة وجوده لازما بقاؤه فی ملک معطیه ولو تقدیرا انتھی۔⁷

ترجمہ: مصدر اوقف کسی چیز کی منفعت کو اس کے موجود ہونے کی مدت تک دینا ہے۔ اس طرح کہ اس کی بقاء لازماً معطلی کی ملک میں ہو، اگرچہ تقدیراً ہو۔ لہذا ذات کا عطیہ، عاریہ، عمرائی اور غلام جو زندگی بھر خدمت پر لگایا جائے اور اپنے مالک کے مرنے سے پہلے مر جائے یہ سب وقف کی تعریف سے نکل گئے، کیونکہ ان کی بقاء معطلی کی ملک میں باقی نہیں رہتی اور اسی طرح معطلی کی رضا پر اس کی بیع بھی جائز ہے۔ اسی طرح بطور اسم وقف اس مال کو کہا جاتا ہے جس کی منفعت کو اس کے وجود کی مدت تک دی جاتی ہے۔ اس طرح کہ اس کی بقاء معطلی کی ملک میں لازم ہو اگرچہ تقدیراً ہو۔ اس تعریف کی رو سے وقف میں تاہید شرط نہیں بلکہ مخصوص مدت کے لئے بھی کوئی چیز وقف کی جاسکتی ہے اور اسی طرح شئی موقوف واقف کی ملکیت سے نہیں نکلتی ہے۔

اسی طرح شافعی فقیہ خطیب الشربینی فرماتے ہیں: حبس مال یمكن الانتفاع به مع بقاء عينه بقطع التصرف في رقبۃ علی مصرف مباح۔⁸ ترجمہ: مال کا کسی ایسے مباح مصرف میں مقید کرنا جس سے انتفاع عام ممکن ہو اور ذات باقی رہے ساتھ ہی اس میں ملکیت کا تصرف بھی ختم ہو جائے۔ اس تعریف کی رو سے بھی شئی موقوف واقف کی ملکیت سے نکلتی ہے۔

حنبلی فقہاء کے مطابق: وهو تحبیس الأصل وتسیبیل الثمرۃ۔⁹ یعنی اصل کو بند کرنا اور پھل کو اللہ کی راہ میں تقسیم کرنا ہے۔

وقف بائبل کا اہم موضوع ہے۔ اس کے مترادف اور ذات الصلہ الفاظ میں خدا کے لئے مخصوص کرنا، مقدس کرنا یا خود کو خدائے معبد کی خدمت کرنے کے لئے نذر کرنا شامل ہے۔ عموماً بائبل کی رو سے وقف یا اس کی ذات الصلہ الفاظ کا اطلاق انسانوں، مویشیوں، زرعی زمینوں اور زرعی پیداوار پر ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ بائبل میں کسی چیز کو خداوند کے لئے پاک کرنا بھی وقف کے مفہوم میں شامل ہے۔ چنانچہ عہد نامہ قدیم میں کہا گیا ہے۔ ”تو بھی کوئی مخصوص کی ہوئی چیز جسے کوئی شخص اپنے سارے مال میں سے خداوند کے لئے مخصوص کرے خواہ وہ اس کا آدمی یا جانور یا موروثی زمین ہو نیچگی نہ جائے اور نہ اس کا فدیہ دیا جائے۔ ہر ایک مخصوص کی ہوئی چیز خداوند کے لئے نہایت پاک ہے۔ اگر آدمیوں میں سے کوئی مخصوص کیا جائے تو اس کا فدیہ نہ دیا جائے۔ وہ ضرور جان سے مارا جائے۔“¹⁰

بائبل کے مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی شخص خود کو یا اپنی اولاد میں سے کسی کو خدا کے لئے مخصوص کر سکتا ہے تاکہ وہ خدائے معبد کی خدمت کو سرانجام دے سکیں۔ اس قسم کے عمل کو عموماً نذر سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو انسان خدائے معبد کے لئے مخصوص ہوتا تو وہ دنیا کے کسی اور کام کرنے کا پابند نہیں ہوتا تھا۔ وہ انسان انسانوں

کی طرف سے آزاد ہوتا اور خدا کے پاس محبوس ہوتا تھا۔ لفظ جس خود وقف کے مفہوم میں شامل ہے۔ اسرائیلی روایات کے مطابق اس قسم کا وقف صرف مرد کی صورت میں قابل قبول ہوتا تھا، کیونکہ اسرائیلی روایات کے رو سے عورت گناہ کا پلندہ ہے۔ اس نے انسان کو گناہ میں مبتلا کیا ہے۔ وہ معبد کی خدمت گار نہیں بن سکتی تھی۔ آج بھی راسخ العقیدہ یہودیت (mOrthodox Judais) کے تحت کوئی بھی خاتون سبت کی اجتماعی عبادت میں عبادت یا جماعت کا اصلی رکن نہیں بن سکتی، چنانچہ سبت کے دن باجماعت عبادت کے لئے دس (۱۰) مردوں کا نصاب (Minyan) ضروری ہوتا ہے، مقدار صرف مردوں ہی کے ذریعہ پوری کی جاسکتی ہے لہذا اگر نو (۹) مرد ہو اور بے شمار خواتین ہو تو نصاب مکمل نہیں ہوگی، کیونکہ یہودیت میں خواتین کو لاشینیت (حقارت) کا مرتبہ حاصل ہے۔ گو کہ اصلاح شدہ یہودیت (Reformist Judaism) عصر حاضر میں خواتین کو نصاب کا حصہ تسلیم کرتی ہے۔¹¹

مذکورہ حوالے سے جب مریم کی ماں حمنہ نے بیت المقدس کے لئے اپنی پیٹ میں پرورش پانے والی جنین کو بطور نذر مانا تھا، تو قرآن کریم کی رو سے اس میں وقف کا مفہوم شامل تھا۔ چنانچہ ارشاد پاک ہے۔

﴿إِذْ قَالَتِ امْرَأَةُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾¹²

ترجمہ: جب عمران کی بیوی نے کہا اے پروردگار میں اپنے پیٹ میں پائی جانے والی چیز کو تمہاری نذر کیا ہے جو آزاد ہوگا۔ پس میری طرف سے اس کو قبول فرما۔ بے شک تو سننے اور جاننے والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں بھی زیر نذر چیز کو اپنی طرف سے آزاد کرنے کا ذکر ہے، جس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ وہ خدائی خدمت کے لئے محبوس ہوگا۔ تاہم بعد از ولادت جب اس نے دیکھا کہ وہ بچے کے بجائے بچی کو جنم دے چکی ہے، تو اس نے ایک طرح افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

﴿فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيدُهَا بِلَكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾¹³

ترجمہ: یہ کہ میں نے بچی کو جنم دیا ہے، اللہ جانتا تھا جو اس نے جنم دیا تھا۔ جبکہ لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا۔ قرآن کریم کی رو سے اللہ تعالیٰ نے مریم کو بطور وقف قبول کیا اور یہ پہلا موقع تھا جب ایک خاتون کو عام قاعدے سے ہٹ کر بطور نذر قبول کیا گیا، کیونکہ خود بائبل کی رو سے پہلوٹھے کو بطور نذر قبول کیا گیا اور پہلوٹھے ہی کو بطور نذر دیا جاسکتا ہے۔

وكانت العادة عندهم أن الذی یجر ویفرغ لخدمة المسجد وطاعة الله هو الذکر دون الأنثی۔¹⁴

ترجمہ: اور ان کے قانون کے مطابق عبادت اور بیت المقدس کی خدمت کے لئے مرد کو وقف کیا جاتا تھا کہ عورت کو۔

مثلاً ابراہیم علیہ السلام کو یہی کہا گیا تھا کہ اپنے پہلو ٹھے کو ہماری راہ میں قربان کرو۔

بائبل عہد نامہ قدیم میں کہا گیا ہے: ”تب اس نے کہا کہ تو اپنے بیٹے اشحاق کو جو تیرا اکلوتا ہے اور جسے تو پیار کرتا ہے ساتھ لے کر موریاہ کے ملک میں جا اور وہاں اسے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا سوختی قربانی کے طور پر چڑھا۔“¹⁵

واضح رہے کہ قرآن کریم کی رو سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ یہی انجیل برناباس میں بھی مذکور ہے۔¹⁶

مریم کی پیدائش اور نذر کا مذکورہ واقعہ بائبل میں بھی موجود ہے۔¹⁷ یہاں یہ واضح رہے کہ عہد نامہ قدیم جہاں حضرت زکریا کے نام سے الگ باب قائم کرتا ہے، وہاں عمران کی بیوی اور اس سے مریم کی پیدائش کا ذکر نہیں کرتا، بلکہ کتاب یسعیاہ میں نشانی کے طور پر عمانوئیل کے نام سے ایک بچے کی پیدائش کا ذکر کرتا ہے۔¹⁸ جبکہ عہد نامہ جدید کتاب لوقا، کنواری لڑکی مریم کا ذکر کرتا ہے لیکن اس کی ماں اور بچی کی پیدائش کا ذکر نہیں کرتا۔

جہاں تک بائبل کے مذکورہ بالا اقتباس میں فدیہ (Pidyan) نہ دینے کا ذکر ہے، یہودی روایات کے مطابق اسرائیل کا پہلو ٹھا خداوند کے پاس مجبوس ہوتا ہے۔ جب کوئی زینہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو والدین اس کو معبد (Synagogue) لے جاتے ہیں۔ اور اسے کاہن یعنی (Rabbi) کے حوالے کرتے ہیں۔ یہ اس بات کی نشانی ہے کہ پہلو ٹھا اللہ کے ساتھ مجبوس ہو چکا ہے۔ اس کے چند لمحوں بعد والدین کاہن کو فدیہ ادا کرتے ہیں۔ اور اپنے پہلو ٹھے کو کاہن سے آزاد کرتے ہیں اور گھر لے آتے ہیں۔ اس کو اولاد چھڑائی کہا جاتا ہے۔¹⁹

کتاب مقدس میں بھی اس کا ذکر آیا ہے چنانچہ کہا گیا ہے: ”۔۔۔ پر انسان کے پہلو ٹھوں کا فدیہ لے کر ان کو ضرور چھوڑ دینا۔“²⁰ تاہم اگر والدین کہے کہ یہ ہماری طرف سے معبد کے لئے نذر ہے، تو پھر کاہن اس کا فدیہ وصول نہیں کر سکتا ہے، جیسا کہ بائبل کی مذکورہ بالا اقتباس میں بھی لکھا گیا ہے: ”اگر آدمیوں میں سے کوئی مخصوص کیا جائے تو اس کا فدیہ نہ دیا جائے۔ وہ ضرور جان سے مارا جائے۔“²¹

یہاں پر بائبل کنٹری کے مطابق مخصوص کرنے کا مطلب عام وقف نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے کہ کوئی شرک کرے اور عدالت اس کو سزاوار قرار دیں تو اس کو بچانے کے لئے فدیہ نہ دیا جائے اور نہ لیا جائے بلکہ اس کو قتل کر دینا ضروری گردانا گیا ہے۔ چنانچہ کنٹری میں مذکور ہے:

*There the devotion of men is the solemn judicial penalty of idolatry. This was probably the only ground of devoting human being.*²²

مذکورہ بالا بحث سے دو (2) باتیں سامنے آتی ہیں۔ ایک یہ کہ بائبل کی رو سے ہر پہلو ٹھانود بخود خدا کے لئے مجبوس ہوتا ہے جب تک اس کا فدیہ ادا نہ کیا جائے اور دوسری یہ کہ کوئی بھی مرد خود کو خدا کے لئے مجبوس کر سکتا ہے۔ بائبل کی رو سے دوسری چیز جو خدا کے لئے مخصوص کی جاسکتی ہے وہ حلال مویشی ہیں جن کا پہلا بچہ خود بخود مقدس ہوتا ہے، جبکہ باقی مویشیوں میں سے کوئی بھی مویشی رضاکارانہ طور پر مقدس ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ بائبل عہد نامہ قدیم میں ارشاد ہے: ”تو تو پہلو ٹھی کے بچوں کو اور جانوروں کے پہلو ٹھوں کو خداوند کے لئے الگ کر دینا۔ سب زرنچے خداوند کے ہوں گے۔“²³

تیسری چیز جو خداوند کے لئے مقدس یا وقف ٹھہرائی جاسکتی ہے وہ زمین یا زمینی پیداوار ہے۔ مثلاً ہر ساتویں سال (جس کو یوبلی کہا جاتا ہے) پر کھیت خداوند کے لئے مقدس ہوگا۔ چنانچہ عہد نامہ قدیم میں کہا گیا ہے: ”بلکہ وہ کھیت جب سال یوبلی میں چھوٹے تو وقف کئے ہوئے کھیت کی طرح وہ خداوند کے لئے مقدس ہوگا اور کاہن کی ملکیت ٹھہرے گا۔“²⁴ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ساتویں سال فصل سے خالی کھیت خدا کے لئے مقدس ہوگا اور کاہن یعنی معبد کا نگران اس کو اپنے تصرف میں لاسکے گا، جبکہ عہد نامہ قدیم کے اس اقتباس سے کوئی بھی شخص رضاکارانہ طور پر زمین کا کوئی ٹکڑا وقف کر سکتا ہے۔ یہاں یہ واضح رہے کہ بائبل وقف شدہ زمین کے رقبہ کی تحدید بھی کرتی ہے اور اس کی لمبائی اور چھوڑائی کا تعین بھی کرتا ہے۔ چنانچہ عہد نامہ قدیم میں ارشاد ہے: ”اور یہوداہ کی سرحد سے متصل مشرقی سرحد سے مغربی سرحد تک ہدیہ کا حصہ ہوگا جو وقف کرو گے۔ اس کی چوڑائی پچیس ہزار اور لمبائی باقی حصوں میں سے ایک کے برابر مشرقی سرحد سے مغربی سرحد تک اور مقدس اس کے وسط میں ہوگا۔ ہدیہ کا جو تم خداوند کے لئے وقف کرو گے پچیس ہزار لمبا اور دس ہزار چوڑا ہوگا۔ ہدیہ کے تمام حصہ کی لمبائی پچیس ہزار اور چوڑائی پچیس ہزار ہوگی۔ تم مقدس ہدیہ کے حصہ کو مربع شکل میں شہر کی ملکیت کے ساتھ وقف کرو گے۔“²⁵

بائبل کے رو سے اس قسم کی وقف شدہ املاک معبد کے نگران کے تصرف میں ہوتی تھی، وہ انہیں معبد اور فقراء کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرتا تھا۔ اور یہ ذمہ داری حضرت موسیٰ کے زمانے سے حضرت ہارون کی اولاد کو تفویض کی گئی تھی۔²⁶

فصل اور زمینی پیداوار کے ذخیرہ اندوزی (Storage) بائبل کے رو سے عام لوگوں کی مفاد کے لئے کیا جانا چاہئے۔ بائبل کے رو سے پیداوار کی نگرانی اور سات برس کی پیداوار کا پانچواں حصہ لینا اور اس کو جمع کرنا اور اس کو لوگوں کے لئے فراہم کرنا، فرعون یعنی بادشاہ کی ذمہ داریوں میں سے گردانا گیا ہے۔ بائبل عہد نامہ قدیم میں ارشاد ہے: ”فرعون یہ کرے تاکہ اس آدمی کو اختیار ہو کہ وہ ملک میں ناظروں کو مقرر کر دے اور ارزانی کے سات برسوں میں

سارے ملک مصر کی پیداوار کا پانچواں حصہ لے لے۔ اور وہ ان اچھے برسوں میں جو آتے ہیں سب کھانے کی چیزیں جمع کریں اور شہر شہر میں غلہ جو فرعون کے اختیار میں ہو خورش کے لئے فراہم کر کے اس کی حفاظت کریں۔ یہی غلہ ملک کے لئے ذخیرہ ہو گا اور ساتوں برس کے لئے جب تک ملک میں کال رہے گا کافی ہو گا تاکہ کال کی وجہ سے ملک برباد نہ ہو جائے۔“²⁷ عہد نامہ قدیم کے روسے وقف املاک میں برکت پیدا کرتا ہے اور وقف کرنے والے کو دنیا میں دگنا پیداوار ملتا ہے، تاکہ وقف کرنے والے کے دل سے یہ بات نکل جائے کہ جب ساتوں برس اس کی زمین محبوبس ہو تو وہ کیا کھائے گا۔ چنانچہ بائبل عہد نامہ قدیم میں ارشاد ہے: ”اور چھٹے دن ایسا ہو گا کہ جتنا وہ لاکر پکائیں گے وہ اس سے جتنا روز جمع کرتے ہیں دونا ہو گا۔“²⁸

عہد نامہ جدید میں وقف کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے، بلکہ اس میں زیادہ تر نذر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ لیکن عہد نامہ جدید میں وقف کے قریب المعنی جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ لفظ ”مشترک“ ہے۔ بائبل عہد نامہ جدید میں ارشاد ہے: ”اور ایمانداروں کی جماعت ایک دل اور ایک جان تھی اور کسی نے بھی اپنے مال کو اپنا نہ کہا بلکہ ان کی سب چیزیں مشترک تھیں۔۔۔ اس لئے کہ جو لوگ زمینوں یا گھروں کے مالک تھے ان کو بیچ کر کئی ہوئی چیزوں کی قیمت لاتے۔ اور رسولوں کے پاؤں میں رکھ دیتے تھے۔ پھر ہر ایک کو اس کی ضرورت کے موافق بانٹ دیا جاتا تھا۔ اس کا ایک کھیت تھا جسے اس نے بیچا اور قیمت لاکر رسولوں کے پاؤں میں رکھ دی۔“²⁹ اس کی تفسیر میں ولیم میکڈونلڈ یوں رقم طراز ہے: ”جب دلوں میں مسیح کی محبت شعلہ زن ہو تو ان میں ایک دوسرے کے لئے محبت بھی سلگتی ہے۔ اس محبت کا اظہار دینے سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ابتدائی دور کے مسیحی مسیح میں اپنی مشترکہ زندگی کی حقیقت یوں ظاہر کرتے تھے کہ اپنے مال و اسباب کو ساری جماعت کے لئے مشترک سمجھتے تھے۔ ذاتی املاک پر خود غرضی سے قبضہ جمائے رکھنے کی بجائے وہ سمجھتے تھے کہ یہ سب کی مشترکہ ملکیت ہے۔ جب بھی کوئی، ”ضرورت“ ہوتی وہ اپنی ”زمینوں یا گھروں“ کو بیچتے اور ”قیمت“ لاکر رسولوں کے سپرد کر دیتے تاکہ وہ ”ہر ایک کو ضرورت کے موافق بانٹ“ دیں۔ اس بات پر توجہ دینا ضروری ہے کہ اسی وقت بانٹتے تھے جب کوئی ضرورت ہوتی تھی۔ وہ کسی خاص وقت پر بلا وجہ یا یوں ہی سب کو برابر برابر نہیں بانٹ دیتے تھے۔“³⁰

پھر بھی وہ وقف کا واضح تصور پیش نہیں کرتا، البتہ عہد نامہ جدید جب آسمان پر مال جمع کرنے کا ذکر کرتا ہے تو اس سے لازماً یہی مطلب لیا جاسکتا ہے کہ اس سے مراد اپنے مال یا اس کا کچھ حصہ لوگوں کو بطور خیرات دینا ہے یا کسی بھی ایسی شکل میں جو مال کو مالداروں کے قبضے سے نکال کر غریبوں کے قبضے میں دے دیں۔ بائبل عہد نامہ جدید میں ارشاد

ہے: ”اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے اور جہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔ بلکہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ اور نہ وہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔“³¹ اسی طرح وقف کی ایک عمدہ مثال وہ کھیت ہے جو غیر قوموں کے دفن کے لئے وقف کیا گیا تھا، اگرچہ اس کی رقم ناپاک مقاصد سے حاصل ہوئی تھی۔ بائبل عہد نامہ جدید میں ارشاد ہے: ”اور وہ روپیوں کو مقدس میں پھینک کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دی۔“³²

سردار کاہنوں کو اس رقم کے استعمال میں تردد تھا۔ اس لئے اس سے پردیسیوں کے دفن کے لئے ایک کھیت خریدا۔ بائبل عہد نامہ جدید میں ارشاد ہے: ”پس انہوں نے مشورہ کر کے ان روپیوں سے کمہار کا کھیت پردیسیوں کے دفن کرنے کے لئے خریدا۔ اس سبب سے وہ کھیت آج تک خون کا کھیت کہلاتا ہے۔“³³

خلاصہ بحث: وقف معاشی اعتدال کی بنیادی اور ناگزیر اکائی ہے۔ معیشت کی مناسب اور معتدل تقسیم ہر مذہب، ہر معاشی فکر اور ہر معاشی نظام کا مطمح نظر رہا ہے۔ اسی لئے یہودیت، مسیحیت اور اسلام تینوں کی دینی مصادر میں وقف کا تصور نہایت واضح ہے، جہاں اختلاف زبان کی وجہ سے ایک مذہب کی اصطلاح دوسرے مذہب سے مختلف ہے، تب مفہوم کے حوالے سے دونوں باہم مترادف اور ہم معنی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں پائے جانے والی زکوٰۃ کی اصطلاح وہی مفہوم ادا کرتی جو مفہوم عہد نامہ قدیم میں لفظ مقدس ادا کرتی ہے، ظاہر ہے کہ تزکیہ اموال اور تقدس اموال باہم مترادف الفاظ ہے۔ بائبل کی رو سے مقدس کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی زمین، جانور، درخت یا باغ جب خدائی معبد کے نام کی جائے تو اس مدت کے دوران واقف کو اس سے استفادہ کا حق نہیں ہوتا۔ یہی تعریف فقہ اسلامی میں بھی ہے کہ منقول اور غیر منقول کا اصل اپنے ساتھ مجبوس کر کے اس کا نفع لوگوں کے لئے کھلا چھوڑنا وقف کہلاتا ہے۔ فقہ اسلامی کی رو سے بھی اوقاف کی تنظیم، اہتمام اور تصرف کے لئے بیت المال جیسے ادارہ قائم کیا جاتا ہے، جب کہ عہد نامہ قدیم کے مطابق اس قسم کی زمین، جانوروں کا پہلوٹھا اور انسانوں کا پہلا اولاد نرینہ بیت المقدس کے پاس مجبوس ہوتا ہے، بلکہ والدین فدیہ (Pidyan) اداء کر کے اپنے نرینہ اولاد کو یروشلم سے چھڑاتا ہے۔ وقف کے مترادف اور ذات الصلہ الفاظ میں خدا کے لئے مخصوص کرنا، مقدس کرنا یا خود کو خدائے معبد کی خدمت کرنے کے لئے نذر کرنا شامل ہے۔ عموماً بائبل کی رو سے وقف یا اس کی ذات الصلہ الفاظ کا اطلاق انسانوں، مویشیوں، زرعی زمینوں اور زرعی پیداوار پر ہوتا ہے۔ بائبل کے رو سے اس قسم کی وقف شدہ املاک معبد کے نگران کے تصرف میں ہوتی تھی، وہ انہیں معبد اور فقراء کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرتا تھا۔ اور یہ ذمہ داری حضرت موسیٰ کے زمانے سے حضرت ہارون کی اولاد کو تفویض کی گئی تھی۔ عہد نامہ جدید میں وقف کے قریب المعنی جو لفظ

استعمال ہوا ہے وہ لفظ ”مشترک“ ہے۔ اور اس کا اطلاق ابتدائی مسیحی دور میں یوں ہوتا تھا کہ مسیحی اپنے مال و اسباب کو اپنا نہیں سمجھتے، بلکہ اس کو فروخت کر کے رسولوں کے حوالے کئے جاتے اور حسب ضرورت تقسیم کئے جاتے۔

(References)

- 1- وہبہ الزہیلی، الفقه الاسلامی وادلیہ، (دمشق: دارالفکر، سطن)، باب الخا مس: الوقف، ۱۰: ۲۹۰
- 2- محمد بن مکر مبن منظور، لسان العرب، (بیروت: دارصادر، سطن)، بذیل مادہ: وقف وحبس
- 3- ابوداؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی، (م- ۲۷۵ھ)، سنن ابی داؤد، (ریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، سطن)، باب العمرة، حدیث نمبر ۱۹۹۰۔
- 4- مسلم بن الحجاج نیشاپوری، (م- ۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، (ریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، طبع دوم، ۲۰۰۰ء)، باب الوقف، حدیث نمبر ۴۲۲۳۔
- 5- برہان الدین ابی الحسن علی بن ابوبکر المرغینانی، (م- ۵۹۳ھ)، الھدایۃ، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، سطن)، ۲: ۶۱۵
- 6- ایضا
- 7- محمد الخرش الماکی، (م- ۱۱۰۱)، شرح مختصر خلیل، (بیروت: دارالفکر للطباعة، سطن)، ۷: ۷۸
- 8- محمد الخطیب الشربینی، معنی المحتاج، (بیروت: دارالفکر، سطن)، ۲: ۳۷۶
- 9- علاء الدین ابوالحسن علی بن سلیمان المرادوی الدمشقی الصالح، (م- ۸۸۵ء)، الانصاف فی معرفۃ الرانج من الخلاف علی مذہب الامام احمد بن حنبل، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۳۱۹ء)، ۷: ۵
- 10- احبار، ۲۷: ۲۸-۲۹
- 11 - M.Mathlins Stuart, How to be a perfect Stranger, (Canada: Skylight Paths Publishing, 2006), P.134
- 12- القرآن، ۳: ۳۵
- 13- القرآن، ۳: ۳۶
- 14- فخر الدین رازی، (م- ۶۰۶ھ)، مفاتیح الغیب، (بیروت: دارالکتب العلمیہ، ۲۰۰۰ء)، بذیل آیت: ۳: ۳۶
- 15- پیدائش، ۲: ۲۲
- 16 - Gospel of Bernabas, Verse: 44, Passage No: 4
- 17- لوقا، ۱: ۲۷-۳۶
- 18- یسعیاہ، ۷: ۱۴
- 19 - Stuart, How to be a Perfect Stranger, P.141 ff

- 20- گنتی، ۱۸:۱۵
- 21- احبار، ۲۷:۲۸
- 22 - By Various Writers, Ed, J.R. Dummelow, A Commentary On The Holy Bible,
(London: Macmillan & Co Ltd, 1958. P.101
- 23- خروج، ۱۳:۱۲
- 24- احبار، ۲۷:۲۱
- 25- حزقی ایل، ۸:۲۸-۲۰
- 26- ایف۔ ایس۔ خیر اللہ، قاموس الکتب لغات بائبل، (لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، ۲۰۱۱ء)، بذیل لاویوں کا قبیلہ
- 27- پیدائش، ۳۱:۳۲-۳۶
- 28- خروج، ۱۶:۵
- 29- اعمال، ۳:۳۲-۳۷
- 30- ولیم میکڈونلڈ، ترجمہ جیکب سموئیل، تفسیر الکتب، (لاہور: مسیحی اشاعت خانہ، ۲۰۱۲ء)، ۳:۵۱
- 31- متی، ۶:۱۹-۲۰
- 32- متی، ۲۷:۵
- 33- متی، ۲۷:۷-۸